

”بلا یا اور مجھے کپڑے کی ضرورت تھی تم نے مجھے کپڑے کیوں نہ پہنائے۔ بندے عرض کریں گے، مالک! تو ان احتیاجوں سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ مجھ کا تھا۔ فلاں پایا سا تھا۔ فلاں خشکا تھا۔ اگر تم ان کی ضرورتیں پوری کرتے تو دَجْدُ تَنِّیْ عِنْدَکَ! مجھے ان کے پاس پاتے۔ یتیم کے سر پرست کا فیل الیتیم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے قرب کی بشارت دی اور فرمایا وہ اسی طرح میرے ساتھ ہوگا جیسے دو بڑی پہوئی انگلیاں۔ اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے (السَّاعِیْ عَلَی الدُّبْلَةِ) کو مجاہد فی سبیل اللہ کا معزز مقام عطا فرمایا اور اسے ہمیشہ روزہ رکھنے اور رات کو مسلسل قیام کرنے کے مترادف قرار دیا۔

اسلام نے سوسائٹی کے پس ماندہ طبقات کے ساتھ حسن سلوک اور مالی امداد کرنے والوں کا ان پر کوئی بڑا احسان قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا:

ذَیْ اَمْوَالٍ لِّہُمْ حَقٌّ لِّلَّسَّائِلِ وَ اَیُّہُمْ لَوْ کُوْنُ کَیْ مَالٍ مِّنْ سَائِلٍ اَوْ مَحْرُومٍ وَ حَاجَہُ
الْمَحْرُومِ
کا قدرتی حق جو تباہ ہے۔

ضرورت مندوں اور محتاجوں کی امداد کی سلسلہ میں ایک اور جامع حدیث میں فرمایا گیا:

مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃٍ اَخِیْہِ کَانَ جِشْنُفْ اِنْفِہِ کِسِیْ بَحَافَہِ کِیْ حَاجَہِ وَ ضرورت پوری کرنے کی سعی کرتا ہے اللہ دنیا و آخرت میں اس

کی حاجات و ضروریات پوری کرے گا۔

طبقة اناث کے حقوق کی حفاظت پر اسلام نے خصوصی توجہ دی ہے۔ لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ والدین کی وراثت میں حصہ دار بنایا گیا۔ البتہ ان کا حصہ نصف اس لیے رکھا گیا کہ گھر اور معاشرہ کی معاشی ذمہ داری براہِ راست ان کے کندھوں پر نہیں مردوں پر ہے۔ پھر بیٹی نہیں بیوی اور مال کی مختلف حیثیتوں میں عورت کا احترام سکھایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”جشْنُفْ اِنْفِہِ کِسِیْ بَحَافَہِ کِیْ حَاجَہِ وَ ضرورت پوری کرنے کی سعی کرتا ہے اللہ دنیا و آخرت میں اس کے کندھوں پر نہیں مردوں پر ہے۔ پھر بیٹی نہیں بیوی اور مال کی مختلف حیثیتوں میں عورت کا احترام سکھایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

پھر فرمایا:۔

لے اختصار کی خاطر یہاں آیات و احادیث کے مفصل حوالوں کی بجائے ایک ایک دود و بنیادی اور چیدہ مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

خَيْرٌ كُمْ خَيْرٌ كُمْ لَدَهُلِهِ اتم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور ماؤں کا ترہ یہاں تک بڑھایا گیا ہے کہ ارشاد ہے:

الْبَنَةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الدُّمَّهَاتِ (جنت ماؤں کے پاؤں تلے ہے)

زوجین کے باہمی حقوق متعین کیے گئے عورتوں کو مردوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی تلقین کی گئی اور مردوں کو عَاشِرُ دُھَنِّ بِالْمَعْرُوفِ (یعنی ان سے اچھی طرح سلوک کرو) حدیث میں فرمایا گیا:

اَلْتَقُوا فِي النِّسَاءِ.... (عورتوں سے سلوک کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو وہ تمہارے پاس امانت ہیں۔)

عورت کو بے زبان جانو اور پاؤں کی جوتی کی حیثیت سے بلند کر کے فرمایا گیا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (اگر ان کے ذمہ کچھ فرائض ہیں تو اسی

طرح ان کے کچھ حقوق بھی ہیں؟)

مرد اور عورت کا چولی دامن کا ساتھ ہے (هُنَّ لِأَسْنِ لَكَوَدَا نَتْمُ لِيَأْسُ تَهْنُ) اور اس ساتھ اور محبت کا مقصد ایک دوسرے کو آرام و سکون پہنچانا (لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا) اور گھر کو جنت کا نمونہ بنانا ہے یعنی الدجل دادہ، آپس میں اتفاق نہ ہو سکنے کی صورت میں علیحدگی کا راستہ کھلا رکھا گیا تاکہ زندگی جہنم کا نمونہ نہ بنے مگر ساتھ ہی سمجھا دیا گیا کہ اللہ

أَبْغَضُ الْحَلَائِلِ عِنْدَ اللَّهِ الطَّلَاقُ (طلاق و علیحدگی اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں

سے سب سے ناپسندیدہ ہے۔)

ان قوانین نے شرع اسلام کو اقبال کے الفاظ میں ع

حافظ ناموس زنا مرد آزار مرد آفریں

بنادیا ہے۔

اسی طرح والدین کے طبقہ کو بھی مناسب مقام و حقوق عطا کیے گئے۔ ارشاد باری ہے:

وَ اَخْفِضْ لَهَا جَنَاحَ الذَّلِيلِ مِنَ الرَّحْمَةِ (ان کے سامنے اپنے آپ کو جھکا کر رکھو

اور ان سے محبت روا رکھو۔)

یہاں تک کہ اگر وہ شرک اور خدا کی نافرمانی کا حکم دیتے ہیں تو وہ تو زنا مانو مگر:

صَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (ان سے دنیاوی حد تک اچھا سلوک جاری رکھو)
 ہمسایہ دوسے کے حقوق بھی متعین کیے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کھا کر فرمایا:
 ”وہ شخص مومن ہی نہیں جو خود پیٹ بھر کر سو رہے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو“

اللہ اکبر! معاشرتی عدل کا یہ وہ مقام ہے جہاں صوفوں پر بیٹھ کر ”توشلیم“ کا پرچار کرنے والے ”مفکرین“
 کا نظریہ عمل نہیں پہنچ سکا۔ ایک مرتبہ آپ نے حقوق ہمسایہ کو اپنے مخصوص مبلغ انداز میں اس طرح سمجھایا کہ:
 ”جبریل نے مجھے ہمسایہ کی رعایت کی اس قدر تاکید کی ہے کہ میں سمجھا عنقریب یہ حکم بھی آنے
 والا ہے کہ اسے وراثت میں بھی شریک قرار دے دو۔“

اسلام کے معاشرتی نظام کی برکات سے غلام بھی محروم نہ رہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے غلامی
 کا بحیرہ اندوکیوں نہ کیا۔ دور نہیں سوچتے کہ قرونِ اولیٰ میں غلامی کی جو شکل باقی رہی وہ جنگی قیدیوں کی غلامی تھی
 آزاد انسانوں کو خواہ مخواہ کپڑا کر غلام بنانے والوں کو یہ زبردست وعید سنائی گئی کہ قیامت کے روز خود مالکِ یوم
 الدین ان کے خلاف مدعی ہو گا۔

دوسرے جدید ذہن لفظ ”غلامی“ سے اس لیے گھبراتا ہے کہ یہ لفظ سن کر اس کے سامنے قدیم یونانیوں اور
 حالیہ تہذیب کے علمبرداروں کے وہ مظالم آجاتے ہیں جو انہوں نے افریقہ اور ایشیا کے مجبور انسانوں پر روا رکھے
 مگر اسلام نے تو غلاموں کو آقاؤں کے مساوی حقوق دیے ہیں۔ حضرت ابوذر تبتلاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں تمہارے ماتحت بنایا گیا ہے۔ لہذا ان کو وہی کھلاؤ
 جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ ان سے حد سے زیادہ کام نہ کراؤ اور ان کے کام
 میں خود بھی ہاتھ بٹاؤ۔“

یہ بھی فرمایا کہ:

”غلام کو اس کے حقیقی قصور سے زیادہ سزا دو گے تو اس کا قصاص اللہ تم سے لے گا۔“

جنگی قیدیوں کو بھی صرف غلام بنانے کی بجائے (مَا مَنَّا إِلَّا مَا فُتِدْنَا) یعنی بطور احسان چھوڑ دینے
 یا غدیہ لے کر آزاد کر دینے کی صورتیں بھی مقرر کیں۔ ان دو صورتوں میں جو لوگ نہ آسکیں انہیں ”غلام“ بنا کر رکھنے
 کی اجازت دی گئی کیونکہ ایک تو اس زمانہ میں تمدن نے موجودہ صورت میں نہ سیکھے اور دوسرے انہیں محض

تیدی بنا کر عضو معطل کی حیثیت سے رکھنے کی بجائے معاشرے کا مفید و با مقصد رکن بنایا جاتا، اور ان کی گفتگو کا بوجھ ریاست اور عمومی خزانہ پر ڈالنے کی بجائے افراد کے سپرد کر دیا جاتا اور افراد کو چونکہ ان سے حسن سلوک کی تاکید تھی اس لیے ایسی مثالیں اکثر دیکھنے میں آئیں کہ شلاخہ

✽ کوئی البوڈیٹ اپنے خادم کے ہمراہ گھر سے باہر نکلا ہے تو اس کی اور اس کے غلام کی پوشاک میں فرق نظر نہیں آتا۔

✽ کوئی محترم سفر کر رہا ہے تو غلام کو سوار کرنے کی برابر کی باری دیتا ہے۔

✽ کوئی کپڑا خریدنے نکلا ہے تو اپنے لیے معمولی کپڑا خرید کر اپنے غلام کو بڑھیا کپڑا لے کر دیتا ہے اور جب وہ اس سے انکار کرتا ہے تو کہتا ہے، بھئی! تم جوان ہو تنہیں اچھے کپڑے پہننے چاہییں میرا کیا ہے میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں۔

غلاموں میں سے جو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکنے کے قابل ہوتے، ان سے ان کے مالک مکاتبت کر لیتے یعنی ان کی کمائی سے مناسب رقم لے کر انہیں آزاد کر دیتے۔ اس کے علاوہ مختلف جرائم کے کفارہ کی صورت میں بھی غلاموں کو آزاد کرنے کا راستہ کھولا گیا اور بغیر کوئی معاوضہ لیے بطور احسان انہیں چھوڑ دینے والے کو یہ خوشخبری سنائی گئی کہ آزاد کردہ غلام کے برابر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کو جہنم سے آزادی ملے گی اس سلسلہ میں آپ نے یہ بھی ترغیب دی کہ آقا غلام کو اپنی زندگی میں اور ضرورت کے وقت آزاد کرے۔ یہ نہیں کرتے ہوئے اسے پروا نہ آزادی دے دے جو شخص ساری عمر اسے غلام رکھ کر مرتے وقت اس پر آزادی کا احسان کرتا ہے۔ اس کی مثال آپ نے اس شخص سے دی جو اپنا پیٹ پوری طرح بھرنے کے بعد سچا کھچا کھانا کسی کو ہدیہ دیتا ہے (مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ)

پھر جو غلام ابھی معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے سے پہلے آزاد ہو گیا اس کی امداد و اعانت مسلمانوں پر لازم قرار دی (لَقَدْ مَنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ) اور زکوٰۃ کے مصارف میں غلاموں کی آزادی و تعاون کا خاص حصہ رکھا۔

اس طرح بتدریج غلامی کو ختم کیا گیا اور اس کی جو صورتیں باقی رہیں انہیں عدل و احسان سے ڈھانپ دیا گیا۔ غلامی کا خاتمہ تدریجاً اس لیے کیا گیا کہ غلامی کا نظام عوب کی معیشت میں پوری طرح بے چمک تھا۔

اور اس کا فی الفور خاتمہ غلاموں، آقاؤں اور پورے معاشرہ کے لیے کئی مفاسد کا حامل تھا۔ زمانہ قریب میں جب امریکہ نے غلامی بذریعہ کچ کی بجائے فی الفور ختم کرنے کی کوشش کی تو اسے شدید خانہ جنگی اور معاشرتی فساد کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے باوجود وہاں اب تک کالوں کو پورج طرح گورے معاشرہ میں سمویا نہیں جاسکا۔

معاهدہ اور ذمیوں کے طبقہ یعنی غیر مسلم رعایا سے بھی حسن سلوک کی تاکید فرمائی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”جو شخص معاہدہ پر ظلم کرے میں قیامت کے دن خود اس پر مقدمہ دائر کروں گا۔“
اس تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک بوڑھے عیسائی کو بھیک مانگتے دیکھا۔ آپ اسے ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے۔ اسے کھانا کھلایا اور اس کے حالات دریافت کیے پھر اس کا اور اس جیسے دوسرے محتاج و غریب غیر مسلموں کا معمولی ٹیکس (جزیہ) معاف کر دیا، بلکہ ان کے لیے وظائف مقرر کیے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک شامی غیر مسلم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ فریاد کیا کہ اس کی زرعی زمیں مجاہدین اسلام سے خراب ہو گئی ہے۔ آپ نے کافی دیر محنت کر کے خود زمین کے نقصان کا پورا احساب لگایا اور پھر اس کی قیمت اور شام سے آمد و رفت کا خرچ سرکاری خزانہ سے اس کے حوالے کیا۔ اسلام نے دشمنوں سے بھی عدل و احسان برتنے کی تاکید کی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

لَا يَجِبُ مَنَّكُمْ شَنَّانٌ قَوْمٌ عَلَىٰ كَسِيٍّ كِي عَدَاوَتِهِمْ اِسَ سَ اِنصَافَ بَرَتَنَ
اَلَّا تَعْدِلُوْا
سے درو ک دے۔

تہذیب کے موجودہ علمبرداروں میں سے کوئی ہے جو اس اصول کو بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد بنائے؟ یہاں تو تمام مسائل میں کسی کی حمايت و مخالفت کا معیار یا تو اپنی ذاتی یا قومی اغراض ہوتی ہیں اور یا یہ کہ متعلقہ قوم ہمارے اپنے ہلاک کی ہے۔ یا دوسرے ہلاک سے نکلے۔ یہ بھی فرمایا کہ:

جو کافر تمہارے ساتھ جنگ و قتال میں ملوث نہیں ان سے صرف عدل ہی نہیں برّو
احسان کا سلوک بھی کر سکتے ہو۔ اَلَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يَغَارِبْ اَلْوُكُوفُ فِي الدِّيْنِ.....

أَنْ تَبُذُّهُمْ وَتُقْسِطَ عَلَيَّ (لَيْهَمْ)

مختلف طبقات و افراد کے ساتھ عمومی طور پر حسن سلوک اور عادلانہ برتاؤ کی بھی بے حد تاکید کی گئی ہے۔ ایک

بلغ حدیث میں ارشاد ہے کہ:

”تحقیقی مفلس وہ ہے جو نماز روزہ وغیرہ عبادات کر کے اللہ کے سامنے پیش ہوگا مگر چونکہ اس نے دنیا میں بعض لوگوں کا حق دیا یا ہے، بعض پر ظلم کیا ہے۔ بعض کو ناجائز برائے بھلا کہا ہے اس لیے اس کی نیکیاں ان مظلوموں میں تقسیم کر دی جائیں گی اور ان کی بدیاں اس پر لاد دی جائیں گی۔ نتیجہ وہ نیکیوں سے خالی ہاتھ ہو کر گناہ کا بوجھ اٹھاے جہنم میں چلا جائے گا۔“

پھر فرمایا گیا کہ:

الَّذِينَ الْمُخْصِنَةُ (دین اخلاص، نرمی اور خیر خواہی کا نام ہے۔)

اللہ، رسول، حکومت، معاشرہ، افراد سب سے اخلاص مندی کا عادلانہ برتاؤ ضروری ہے۔ ایک اور جامع حدیث میں فرمایا:

لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا

تَدَابَرُوا وَلَا تَكُونُوا عِبَادًا لِلَّهِ

إِخْوَانًا _____ آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ

نیز چھوٹوں بڑوں، اپنوں، پرانیوں سب سے حسن خلق سے پیش آنے کی تاکید کی گئی۔ آپ سے پوچھا گیا: مومنوں میں بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (جو اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہے۔)

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

تمہارا مال تو سب کی ضرورتوں کے لیے کافی نہیں ہو سکتا مگر تم خندہ پیشانی و خوش روئی اور حسن اخلاق سے سب کو خوش کر سکتے ہو۔

بقول اقبال ۷۷ مسلمان کے لئے میں ہے سلیقہ دل نوازی کا

مروت حسن عالمگیر ہے مردانِ عازمی کا

اسلام کے ان نرم اصولوں کو اپنایا جائے تو بقدرتِ معاشرے میں سکراہٹوں کے پھول کھلیں گے،